UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
**DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018**

# اسلامی بینکاری میں التزامِ تصدق (مالی جرمانہ) کا تجزیاتی مطالعہ

# *An Analysis of Imposed Charity (Iltizām-e-Ta   adduq) in Islamic Banking*

***Muḥammad Ūmar Rafīq***
*Visiting Lecturer*
*Department of Islāmic Learning, University of Karachi, Pakistan*
***Dr. Muḥammad Ātif Aslam Raö***
*Assistant Professor*
*Department of Islāmic Learning, University of Karāchi, Pakistan*
*Email:* dratifrao@uok.edu.pk
***DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018***

***Abstract:***
*There are many new alternatives adopted by Islāmic banks for the interest-based transactions of conventional banks. One of them is Imposed Charity (Iltizām-e-Ta�adduq) for the monetary penalty on late payment. But it is argued by the Shariā'h scholars that it is nothing but a forbidden monetary penalty. This thesis describes the need and mechanism of the imposed charity and puts forward the arguments of the scholars on it with the answers from Banking practitioners. This will help us to weigh different stances on the subject.*

**Keywords:** *Islāmic Banks, Inter-based Transactions, Imposed Charity, Iltizām-e-Ta�adduq.*

## تمہید

کسی بھی معاملہ میں جب قیمت کی ادائیگی ادھار ہوتی ہے، اس میں سامنے والے فریق کا تاخیر کرنا یا ٹال مٹول کرنا ایک عام بات ہے، بلکہ قرضہ کے بارے میں تو یہ مشہور ہے کہ قرضہ اگر واپس مل بھی جائے تو بھی وقت پر نہیں ملتا۔ لہذا لوگ اسی غرض سے معاہدوں میں یہ تحریر کرواتے ہیں کہ اگر ادائیگی وقت پر نہ ہوئی تو اس قدر جرمانہ بھی ادا کرنا ہوگا، جیسا کہ یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی یا تعلیمی اداروں کی فیس کی ادائیگی میں لیٹ ادائیگی پر سرچارج ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم اس بارے میں فقہاء کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں امام مالک کا اصل مذہب عدم جواز کا ہے اگرچہ بعض مالکی علماء نے اس کی کچھ صورتوں کو جائز کہا ہے۔ علامہ صاوی مالکیؒ لکھتے ہیں: **و أما التعزير بأخذ المال، فلا يجوز إجماعا.** [1] یعنی تعزیر مالی کا لینا بالاجماع ناجائز ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
**DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018**

امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں بھی یہ جائز نہیں۔ علامہ شبر املی لکھتے ہیں:

**لا يجوز التعزير بأخذ المال في مذهب الشافعي الجديد، وفي المذهب القديم: يجوز.**[2]

"امام شافعیؒ کے مسلک جدید کے مطابق تعزیر بالمال جائز نہیں ہے، جب کہ ان کا قول قدیم جواز کا ہے"۔

امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک تعزیر بالمال کے قطعی عدم جواز کا ہے، علامہ ابن قدامہؒ تحریر فرماتے ہیں :

**ولا يجوز قطع شئ منه ولا جرحه، ولا أخذ ماله، لأن الشرع لم يرد بشي من ذلك عن أحد يقتدى به، ولأن الواجب الأدب، والتأديب لايكون بالإتلاف".**[3]

"تعزیر میں زخم لگانا یا کسی عضو کا کاٹنا جائز نہیں، اسی طرح مال لینا بھی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ کسی ثقہ شخص سے ثابت نہیں ہے اور اس لئے بھی کہ واجب تادیب اور تنبیہ ہے اور اتلاف سے تادیب ممکن نہیں ہے"۔

تعزیر مالی کے سلسلہ میں احناف کا راجح مسلک عدم جواز ہی کا ہے، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

**"وفي شرح الآثار التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ، وحاصل المذهب عدم التعزير بالمال".**[4]

شرح الآثار میں ہے کہ تعزیر مالی ابتداء اسلام میں تھی پھر منسوخ ہوگئی، حاصل یہ ہے کہ صحیح مذہب تعزیر میں مال کا نہ لینا ہے۔

لیکن علامہ ابن ہمامؒ نے نقل کیا ہے کہ امام ابو یوسفؒ تعزیر مالی کے جواز کے قائل تھے۔

**وعن أبي يوسف: يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال.**[5]

"امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ سلطان کے لئے تعزیراً مال کا لینا جائز اور درست ہے"۔

لیکن امام ابو یوسفؒ کے اس قول کا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ بطور زجر کے ایک مدت تک حاکم اس کے مال کو اپنے پاس رکھے گا، پھر واپس کردے گا۔ چنانچہ البحر الرائق میں ہے:

**"أن معنى التعزير بأخذ المال، إمساك شئ من ماله عنه مدة لينزجر، ثم يعيده الحاكم إليه".**[6]

"تعزیراً مال لینے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے مال لے کر زجراً کچھ دن اپنے پاس رکھے، پھر حاکم اسے لوٹا دے"۔

مذکورہ بالا فقہی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ، امام شافعیؒ (قول جدید کے مطابق) اور امام احمد بن حنبلؒ مالی تعزیر کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ نیز احناف کے ہاں مفتی بہ قول یہی ہے کہ کسی بھی سزا پر یا

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
**DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018**

ادائیگی کی تاخیر پر مالی جرمانہ جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرض خواہ یا دائن کا حق اتنے ہی مال میں ہے جتنے پر معاہدہ ہوا ہے، اس سے زائد کا مطالبہ کرنا اور مقروض پر اس کو لازم کرنا اس کو سود بنا دیتا ہے۔

### بینک اور مالی جرمانہ

بینک سرمایادارانہ نظام کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے اور اس نظام میں نفع کی یقین دہانی کے ساتھ ساتھ سرمایہ دار کے سرمایہ کو مکمل تحفظ بھی فراہم کیا جاتا ہے۔ جو چیز ایک عام کاروبار اور بینک کو ممتاز کرتی ہے، وہ ضمان Risk کو سنبھالنے اور برداشت کرنے کی صلاحیت ہے۔ بینک کسی بھی قیمت پر اس بوجھ کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ عام کنونشنل Conventional بینکوں کے طریقہ کار میں اس قسم کے Risks نہ ہونے کے برابر ہیں۔

مروجہ اسلامی بینکوں میں جن صورتوں میں رائج کی گیا ہے اس میں Conventional Banks کے مقابلے میں Risk کچھ زیادہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مرابحہ کرتے ہوئے بینک چونکہ اس مال کا مالک ہوتا ہے لہٰذا جب تک وہ مال ترسیل کے مرحلہ میں ہوتا ہے اور اپنے اس کسٹمر اور ایجنٹ کو یہ مال فروخت نہیں کر دیتا، تب تک اس مال کی ذمہ داری Risk بینک پر ہی رہتا ہے۔ لیکن بینک ہونے کی وجہ سے اس رسک سے تحفظ کے لیے اسلامی بینک بھی کئی قسم کے حفاظتی اقدامات Precautionary Measures اختیار کرتا ہے۔

اسلامی بینک پر دو قسم کا ضمان Risk آتا ہے۔

1. خریدی ہوئی مبیع کا ضمان جتنی دیر اس کی ملکیت میں رہے۔
2. کسٹمر کی طرف سے عدم ادائیگی Default یا ادائیگی میں تاخیر Late Payment کا خطرہ۔[7]

پہلی صورت کے لیے بینک انشورنس یا تکافل سے مدد لیتا ہے اور ممکنہ کسی نقصان کی تلافی تکافل کمپنی سے وصول کرتا ہے اور دوسری صورت کے لیے بینک کئی طریقے اختیار کرتا ہے۔ مقروض سے رہن Pledge کا مطالبہ کرتا ہے اور التزام تصدق Imposed Charity بھی کرواتا ہے۔

### التزام تصدق Imposed Charity کا تعارف

کسی بھی معاہدہ کے مکمل ہونے کے بعد اگر کسٹمر ادائیگی میں تاخیر کرے اور اقساط وقت پر نہ ملیں تو عام بینکوں میں تو اس کا آسان حل موجود ہے کہ اس کی تاخیر پر ہر دن کے اعتبار سے جرمانہ لگایا جائے اور Progressive Compound Interest اس پر بڑھتا چلا جاتا ہے۔

لیکن اسلامی بینکوں نے اس سود سے بچنے کے لیے اس طریقہ کا اختراع کیا کہ Master Murabaha Agreement میں کسٹمر سے ایک نذر منوائی جائے جس میں وہ یہ لکھے کہ کہ اگر میں بینک کو اقساط کی بروقت ادائیگی نہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
**DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018**

کروں اور بینک کی طرف سے اس نذر کا مطالبہ کیا جائے تو میرے اوپر لازم ہے کہ میں اتنی طے شدہ رقم بینک ہی کے زیر انتظام ایک خیراتی ادارے میں جمع کراؤں گا۔

یہ نذر کسٹمر پر اسی وقت لازم ہوتی ہے جب کہ بینک اس کسٹمر پر یہ نذر Charity Call کرتا ہے اور بینک اس کا استعمال بہت کم صورتوں میں کرتا ہے اور عام حالت میں اس کو معاف ہی کرتا رہتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس خیرات اور صدقہ سے بینک کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ یہ علیحدہ فنڈ میں ہی جاتی ہے۔

لہٰذا اس حل کا فائدہ صرف یہ ہے کہ اس سے کسٹمر پر ایک قسم کا بوجھ رہتا ہے کہ وہ اپنی اقساط وقت پر ادا کرے اور ایک دفعہ یہ واجب ہو جائے تو یہ بینک کے معاف کرنے سے بھی معاف نہیں ہوتا، اس لیے کہ نذر حق اللہ ہے نہ کہ حق العبد، لہٰذا نذر ماننے کے بعد تو یہ کسٹمر اللہ تعالی کا حق اپنے اوپر لازم کرلیتا ہے، اس لیے بینک اس کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

درج ذیل الفاظ اسٹیٹ بینک پاکستان کی جانب سے جاری کردہ Sample agreement کے ہیں جس میں التزام تصدق کی شق کا ذکر کیا گیا ہے۔

> Where any amount is required to be paid by the Client under the Principal Documents on a specified date and is not paid by that date, or an extension thereof, permitted by the Institution without any increase in the Contract Price, the Client hereby undertakes to pay directly to the Charity Fund, constituted by the Institution, a sum calculated @ ------% per annum for the entire period of default, calculated on the total amount of the obligations remaining un-discharged. The Charity Fund shall be used at the absolute discretion of the Institution, exclusively for the purposes of approved charity.[8]

ترجمہ: جہاں کلائنٹ کو پرنسپل ڈاکیومنٹس کے تحت کسی مخصوص تاریخ کو کچھ رقم ادا کرنی ہوتی ہے اور وہ اس تاریخ تک ادا نہ کی جائے یا ادارے کی اجازت سے کانٹریکٹ قیمت میں اضافہ کے بغیر کی جانے والی توسیع تک ادا نہ کی جائے، تو کلائنٹ ذمہ داری لیتا ہے کہ سالانہ ـــــ فیصد رقم عدم ادائیگی کے پورے دورانیہ کے لیے ڈائریکٹ چیریٹی فنڈ میں ادائیگی کرے گا، جو کہ باقی ماندہ تمام رقم پر چارج کیا جائے گا۔ اس چیریٹی فنڈ کی رقم خاص طور پر ادارے کی جانب سے منظور کردہ مصارف میں استعمال کی جائے گی۔

## التزام تصدق کے بارے میں علماء کے اعتراضات

غیر سودی بینکوں کے دیگر طرق تمویل کی طرح مالی جرمانہ کی اس متبادل صورت پر بھی علماء کو کئی اعتراضات

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018

ہیں۔ جن کے مجوزین کی جانب سے کئی جوابات بھی دیے گئے ہیں، ذیل میں ہم ان اعتراضات کو ان کے جوابات کے ساتھ تفصیل سے ذکر کرتے ہیں، تا کہ مالی جرمانہ کے اس متبادل کی فقہی حیثیت واضح ہو سکے۔

### اعتراض(1): تنگ دست کو مہلت کیوں نہیں

اگر کوئی مقروض اپنے قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس کی دو ممکنہ وجوہات ہو سکتی ہیں:

اگر یہ مقروض واقعۃً تنگ دست ہے اور اس وجہ سے اپنے قرضوں کی ادائیگی کرنا اس کے لئے مشکل ہے تو ایسے شخص کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو مہلت دینی چاہیے ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَإِن كَانَ ذُو عُسۡرَة فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيسَرَة وَأَن تَصَدَّقُواْ خَير لَّكُم إِن كُنتُم تَعلَمُونَ."[9]

اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

مفلس کو مہلت دینا واجب ہے جب اس کو گنجائش ہو پھر مطالبہ کی اجازت ہے۔10

اب ان بینکوں کا اپنے غریب اور نادار مقروضوں کو بجائے مہلت دینے کے ان پر اپنے فنڈ کیلئے صدقہ لازم کروانا کہاں جائز ہو سکتا ہے۔11

### اعتراض(2): تنگ دست سے نفلی صدقہ کروانا

مزید یہ کہ تنگ دست آدمی کیلئے افضل یہی ہے کہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی حوائج کو پورا کرے، اپنی ضرورت کے باوجود اس کیلئے نفلی صدقہ مناسب نہیں، چہ جائیکہ اس پر کسی نذر کا التزام کروایا جائے اور ایک عمل جو اس پر واجب نہیں تھا، وہ اس پر واجب کروادیا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ یہ مقروض وسعت ہونے کے باوجود ادائیگی میں ٹال مٹول کرے۔ ایسے مقروض کے بارے میں حدیث شریف میں ہے: مطل الغنی ظلم[12] یعنی مالدار شخص کا واجبات کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا ظلم ہے۔

ایسے شخص سے واجبات کی وصولی کرنا صاحب دین کا حق ہے لیکن اس کی وجہ سے کوئی مالی سزا اس پر لازم کرنا خود ایک مستقل ظلم ہے۔

### جواب:

ایک ملٹی نیشنل بینک[13] کے شریعہ ایڈوائزر نے اس سلسلے میں یہ بات کہی کہ بینک Master/Facility

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018

agreementمیں التزام تصدق کی یہ شق لکھتا ضرور ہے لیکن حتی الوسع اس التزام تصدق کی شق کو استعمال نہیں کرتا، تاکہ اس کا اپنا کسٹمر آئندہ کے لئے اس سے معاملات بند نہ کردے اور کسی بھی صورت میں اس کا کسٹمر اس کو باور کرادے کہ وہ واقعۃً تنگ دست ہے اور فی الحال اس کو ادائیگی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے تو بینک اس پر چیرٹی کال (اس تصدق کو لازم) نہیں کرتا۔

نیز اسلامی بینکوں میں چیرٹی کال صرف حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے ہی کرائی جاتی ہے کہ اس میں لاکھوں لوگوں کی جمع پونجی جمع ہوتی ہے[14] اور ایسا کوئی بھی التزام Undertakingجو کہ کسی حق العبد کی ادائیگی کی یقین دہانی کیے لئے کرایا جائے تو اس کو پورا کرنے کیلئے عدالت کا سہارا بھی لیا جاسکتا ہے، البتہ ایک شخص کا وہ التزام جو کہ وہ اپنے لئے ہی کرتا ہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اتنا صدقہ کروں گا، تو اس کی ادائیگی میں اس پر کسی عدالت کی جانب سے پابندی عائد نہیں کی جائے گی اور یہاں اسلامی بینکاری میں اپنے لئے نہیں بلکہ صاحب حق کے حق کی ادائیگی کیلئے یہ التزام کروایا جاتا ہے، جو اس پر پہلے سے ہی واجب ہے۔ [15]

**ملاحظہ**

جب کہ بینک خود ایک فریق ہے یعنی دائن ہے تو ایسی صورت میں بلا کسی ثالث کے وہ کیسے مدیون کے عذر کو قبول کرسکتا ہے۔ نیز بہر حال مالی جرمانہ کی کوئی صورت تو ہر معاملہ میں اختیار کی جاتی ہے اگرچہ اس کا استعمال نہ ہوتا ہو اور اس صدقہ کی نوبت نہ آتی ہو، لیکن Contractمیں اس مالی جرمانہ کی ایک صورت کی Clause(شق) توڈالی جاتی ہے اور اس صورت میں کم از کم فریقین کو ایک غلط شق پر دستخط کرنا پڑتے ہیں۔

## اعتراض(3): مالی جرمانہ کے بارے میں فقہ حنفی کی تصریحات

جیسا کہ ماسبق میں گزرچکا ہے کہ فقہ حنفی میں فتوی اس پر دیا گیا ہے کہ مالی جرمانہ کی کوئی صورت جائز نہیں۔ اس کے بارے میں فقہ حنفی میں مذکور ہے:

**والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال.**[16]

ترجمہ: غرض یہ کہ مذہب یہ ہے کہ مال کے ذریعہ سے کسی کو سزا دینا درست نہیں۔

**لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي.** [17]

ترجمہ: کسی شرعی وجہ کے بغیر مسلمانوں کیلئے کسی کا بھی مال لینا جائز نہیں۔

مفتی کفایت اللہ صاحب ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

(سوال) جرمانہ جو ہمارے دیار میں مروج ہے کیا شرعاً جائز ہے؟ اگر ہے تو اس روپے کا مستحق

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
**DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018**

کون ہے؟

(جواب) مالی جرمانہ ناجائز ہے۔۔۔ کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ [18]

## اعتراض(4): بلا شرائط مذہب غیر پر عمل کرنا

تاخیر ادائیگی میں التزام تصدق کا حل حنفی مسلک سے نہیں لیا گیا بلکہ حنفی مسلک اور علمائے شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں یہ صورت جائز ہی نہیں، یہ حل علمائے مالکیہ سے لیا گیا ہے۔

اس معاملہ میں خروج عن المذہب یعنی کہ مقلد کا اپنے مجتہد کے علاوہ کسی اور امام کے مسلک پر عمل کرنے کا مسئلہ ہے۔[19] فقہاء کرام نے ایسی صورت کیلئے کئی شرائط لکھی ہیں، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے امداد الفتاوی میں فرماتے ہیں:[20]

مسلک غیر کے کسی مسئلہ کو اختیار کرنے میں تین شرطوں کی پابندی لازم ہے:

1) جب کسی مسئلہ میں مذہب غیر کو اختیار کیا جائے تو اس مذہب میں اس مسئلہ سے متعلق جتنی شرائط ولوازمات ہوں ان سب کی پابندی اور رعایت کرنا واجب ہے، ایسا کرنا ہر گز جائز نہیں ہے کہ مسئلہ تو دوسرے امام کا لیا جائے مگر اس کی شرائط کی پابندی نہ کی جائے؛ اس لئے کہ ایسی صورت میں تلفیق لازم آجاتی ہے؛ لہٰذا جمیع شرائط کی پابندی کے بغیر مذہب غیر کے کسی بھی مسئلہ پر عمل جائز نہ ہوگا۔

شیخ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اس کو ان الفاظ سے نقل فرماتے ہیں:

> **يجوز للحنفي تقليد غير إمامه من الأئمة الثلاثة فيما تدعو إليه الضرورة بشرط أن يلتزم جميع ما يوجبه ذلك الإمام في ذلك مثلاً إذا قلد الشافعي في وضوء من القلتين فعليه أن يراعي النية والترتيب في الوضوء، والفاتحة، وتعديل الأركان في الصلاة بذلك الوضوء وإلا لكانت الصلاة باطلة إجماعا.** [21]
>
> ترجمہ: حنفی کے لئے اپنے امام کے علاوہ دیگر ائمہ ثلاثہ کی بوقت ضرورت تقلید جائز ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اس امام کی متعین کردہ جمیع شرائط کا التزام کرنا ہوگا، مثلاً قلتین سے وضو کرنے کے سلسلے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرلی، تو اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وضو میں نیت اور ترتیب اور اس وضو سے پڑھی جانے والی نماز میں تعدیل ارکان اور فاتحہ کی رعایت کرے، ورنہ نماز بالاجماع باطل ہو جائے گی۔

2) سہولت اور آسانی طلب کرنے کے لئے مذہب غیر کا اختیار کرنا جائز نہیں؛ بلکہ ضرورت اور مشقت کی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
**DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018**

وجہ سے جائز ہو سکتا ہے۔ اس کو فقہاء نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

**أن لا يكون على وجه التتبع على الرخص، فإنه لا يجوز للعامي إجماعا كما صرح به ابن عبدالبر من أنه لا يجوز للعامي تتبع الرخص إجماعا.** [22]

ترجمہ: مذہب غیر کی طرف عدول محض رخصت طلب کرنے کی غرض سے نہ ہو؛ کیوں کہ عامی کے لئے بالاجماع ایسا کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ عامی کے لئے رخصت طلب کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے۔

3) جس واقعہ اور حادثہ میں مسلک غیر کو اختیار کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس میں اپنے امام کے مسلک کے مطابق اب تک کبھی بھی عمل نہ کیا ہو؛ اس لئے کہ اگر اب تک کبھی عمل کر چکا تھا، تو دوبارہ اس پر عمل کرنے میں کوئی ضرورت اور مشقت نہیں ہے اور بغیر ضرورت ومشقت کے عدول عن المذہب جائز نہیں ہے، اس کو حضرات فقہاء نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

**أن يكون اختيار مذهب الغير قبل العمل بمذهب إمامه بأن لم يكن عمله به في هذه الحادثة بمذهب إمامه.** [23]

ترجمہ: مذہب غیر کو اختیار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ میں اس سے قبل اپنے امام کے مذہب پر عمل نہ کیا ہو۔

اب وضاحت سے دیکھا جا سکتا ہے کہ التزام تصدق کے اس معاملہ میں ان کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔

## جواب: التزام تصدق کا حل مذہب غیر سے اختیار کرنا

شروع میں جب اسلامی بینکاری کا اجراء ہوا تو ایسی کوئی شرط نہیں تھی، تو لوگوں کی بھاری رقمیں واجب الاداء تھیں ,لوگوں نے اس کا بہت فائدہ اٹھایا۔ لہذا التزام تصدق کے حل کو مالکی مذہب سے صرف اس مجبوری کی وجہ سے لیا گیا ہے کہ ہمارے معاشرے میں مدیون مماطلین (ٹال مٹول کرنے والے مقروضوں) کی بڑی کثرت ہے، اچھے اچھے لوگ بھی قرضہ ادا نہیں کرتے، نیز عدالتوں سے بھی بروقت انصاف کی امید نہیں، لہذا ایسی مجبوری کی حالت میں ہی مدیون سے صدقہ کا التزام Undertaking کرایا جاتا ہے۔ یہ حل محض سہولت کے حصول کیلئے نہیں لیا گیا جیسا کہ مفقود الزوج (جس کا شوہر غائب ہو جائے) ایسی عورت کے مسئلہ کے حل کیلئے بھی فقہ حنفی کو چھوڑ کر جمہور علماء نے مالکی مذہب سے حل لیا ہے۔ مفتی تقی عثمانی مدظلہ اپنی کتاب غیر سودی بینکاری میں فرماتے ہیں:

"خروج عن المذہب اس صورت میں ہوتا ہے کہ حنفی فقہ میں کسی چیز کے عدم جواز کی صراحت موجود ہو پھر اور کسی مذہب سے جواز کا حکم نکالا جائے اور اگر اپنے مذہب میں کوئی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018

مسئلہ صراحۃً مذکور نہ ہو یا اس کا اپنے مذہب کے کسی قاعدے کے عموم میں داخل ہونا ممکن یا مسکوت عنہ ہو اور کسی دوسرے مذہب میں اس کی صراحت مل جائے تو اس صورت میں اس مذہب میں استمداد صحیح معنی میں خروج عن المذہب نہیں ہے"۔[24]

آگے لکھتے ہیں:

اور اگر بالفرض اس مسئلے کو حنفی مسلک کے خلاف سمجھا جائے تو بعض مالکی علماء کا قول موثوق علماء نے باہمی مشورے سے لیا ہے اور ضرورت کے وقت کسی دوسرے مذہب سے کوئی مسئلہ لینا کوئی ایسا شجرہ ممنوعہ نہیں جو کسی حالت میں جائز نہ ہو۔[25]

آگے کئی ایسی مثالیں ذکر فرمائی گئی ہیں، جس میں کہ متاخرین علماء نے اس مسئلہ میں کئی دوسرے مذہب سے مسئلہ لیا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم نے یہ مسئلہ انفرادی رائے سے نہیں بلکہ ایک فقہی مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کے اجلاس میں پیش ہوا اور اس کی قرارداد معمولی اختلاف کے ساتھ منظور ہوئی۔[26]

## تبصرہ

مدیون مماطلین کا حل یہ نہیں ہے کہ ان کو اس طریقہ سے پابند کیا جائے بلکہ اس کا پائیدار اور اصل حل یہ ہے کہ مدیون کو خدا خوفی کا درس دے کر اس کی اس بری عادت کو ختم کیا جائے۔ نیز مذہب غیر سے عند الضرورہ مسئلہ لینا درست ہے لیکن اس کے لئے کچھ شرائط ہیں، گزشتہ صدی میں جب فقہ مالکی سے مذکورہ مسئلہ کا حل لیا گیا تو ہندوستان بھر کے اکابر علماء اور مفتیاں کرام کی آراء اور اہل مذہب مالکی سے اس مسئلہ کی مکمل تحقیق کے بعد اس مسئلہ پر عمل کیا گیا جیسا کہ الحیلۃ الناجزۃ میں بالتفصیل مذکور ہے۔[27] کیا ایسا ہی اہتمام اس مذکورہ شق کو اختیار کرتے ہوئے بھی کیا گیا ہے؟ اس کا جواب نفی میں نہ ہو تو اثبات میں بھی مشکل ہے۔

## اعتراض(5): یہ مالکیہ کا بھی راجح قول نہیں

ایک اہم بات یہ ہے کہ مذکورہ حل امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب میں بھی راجح قول نہیں، بلکہ امام خطاب کی عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے خود اس کے جواز کے قول کو مرجوح ذکر کیا ہے۔[28] ان کی عبارت یہ ہے:

**وأما إذا إلتزم المدعى عليه للمدعي أنه إن لم يوفه حقه في وقت كذا فله عليه كذا وكذا فهذا لا يختلف في بطلانه لأنه صريح الربا وسواء كان الشيء الملتزم به من جنس الدين أو غيره وسواء كان شيئاً معيناً أو منفعة وقد رأيت مستنداً بهذه الصفة وحكم به بعض قضاة المالكية الفضلاء بموجب الإلتزام وما أظن ذلك إلا غفلة وأما إذا إلتزم أنه إن**

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
**DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018**

**لم يوفه حقه في وقت كذا فعليه كذا و كذا لفلان أو صدقة للمساكين فهذا هو محل الخلاف المعقود له في هذا الباب فالمشهور أنه لا يقضى به كما تقدم وقال ابن دينار: يقضى به.**[29]

ترجمہ: پس اگر مدعی علیہ مدعی کے لئے یہ التزام کرے کہ اگر اس نے اس کا حق اتنے عرصہ میں ادا نہیں کیا تو مدعی علیہ پر مدعی کے لئے اتنا (مال) لازم ہے، یہ ایسا التزام ہے کہ جس کے باطل ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اس لئے کہ یہ کھلم کھلا سود ہے۔

ہاں اگر مدعی علیہ نے یہ التزام کیا کہ اگر وہ اتنے وقت میں اس مدعی کا حق ادا نہ کر سکا تو اس مدعی علیہ پر فلاں شخص غیر مدعی علیہ کیلئے اتنا مال لازم ہے یا مساکین کیلئے صدقہ لازم ہے، یہ محل اختلاف ہے اسی کے لئے یہ باب باندھا گیا ہے، پس مشہور (راجح قول) یہی ہے کہ اس پر فیصلہ نہیں دیا جائے گا۔ کما تقدم اور ابن دینار فرماتے ہیں کہ اس پر فیصلہ دیا جائے گا۔ (یعنی بذریعہ قضاء لازم کیا جائے گا)

اس عبارت میں دو باتیں قابل غور ہیں:

الف: مدعی علیہ مدعی کیلئے عدم ادائیگی کی صورت میں کسی قسم کا مال کا التزام کرے تو یہ صریح سود ہے۔

ب: دوسری بات یہ ہے کہ صاحب حق کے علاوہ کسی اور فرد یا مساکین کے لئے اپنے اوپر کسی قسم کا التزام کرے تو یہ مالکیہ کے ہاں مشہور قول کے مطابق التزام کرنے والے پر قضاء لازم نہیں ہوتا البتہ ایک فقیہ ابن دینار رحمہ اللہ کے ہاں یہ قضاءً بھی لازم ہو جاتا ہے۔

لہذا یہ کہنا کہ یہ مالکیہ کا مشہور قول ہے یہ بات بھی درست نہیں اور اصول یہ ہے کہ غیر مشہور اور غیر راجح قول پر فتوی دینا جائز نہیں۔

## جواب۔ مالکی مذہب کا راجح قول

مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنی کتاب غیر سودی بینکاری میں جو کہ ان کی جانب سے اعتراضات کی وضاحتوں کے لئے لکھی گئی ہے، اس میں فرماتے ہیں:

مالکی مذہب کے فقیہ ابن دینار رحمہ اللہ اپنے مذہب کے بڑے فقیہ ہیں، یہ فقہ مالکی کے مشہور راوی عیسی بن دینار کے بھائی ہیں جو کہ فقہ مالکی کی کتابیں مغرب سے مدینہ منورہ لے کر آئے، علامہ خطاب نے ان کا قول اہتمام سے ذکر کر کے اسے شاذ قرار دینے کے بجائے مسئلہ کو مجتہد فیہ قرار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی حاکم اس بنیاد پر فیصلہ کر دے تو وہ نافذ ہو گا۔[30]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
**DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018**

### تبصرہ

ابن دینار رحمہ اللہ کی جلالت شان بتانے کے لئے ان کے بھائی کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور جو مسئلہ خود فقہ مالکی میں کم از کم مختلف فیہ ہے تو اس کو فقہ حنفی کے ایک مفتی بہ قول(کہ مالی جرمانہ کی کوئی صورت بھی اختیار کرنا جائز نہیں) کے مقابلے میں کیسے اختیار کیا جا سکتا ہے۔

### اعتراض(6): کیا علامہ خطاب نے یہ بھی کہا کہ مدت اور تناسب کے حساب سے صدقہ بڑھا دیا جائے؟

امام خطاب کی جس عبارت سے التزام تصدق کا جواز لیا گیا ہے اس میں اس بات کا کہاں ذکر ہے کہ مقروض کا جتنا قرضہ ہو اسی کے تناسب سے اس سے صدقہ کی نذر منوائی جائے، مثلاً ایک لاکھ روپے قرضہ ہو تو ہر ماہ اس کا ایک فیصد بطور صدقہ کے اس پر لازم ہو جائے۔ جبکہ بینک کی عام پریکٹس یہی ہے، کہ جیسا کسٹمر ہو اس سے اسی کے مطابق Charity کرائی جاتی ہے اور اس کی باقی ماندہ رقم ہی کا کچھ فیصد صدقہ کروایا جاتا ہے۔ اسٹیٹ بینک کے Sample agreement میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔[31]

### جواب: صدقہ کو قرض کے تناسب سے بڑھانے کی دلیل

علامہ خطاب کی اس عبارت سے التزام تصدق کا جواز معلوم ہوتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جتنا بڑا حق العبد ہو گا اس پر اتنا ہی بڑا التزام کیا جائے گا، لہٰذا جتنی بڑی Transaction ہو اتنا اس مدیون سے التزام کروایا جاتا ہے۔

### تبصرہ

اس صدقہ کا دین(قرض) کے حجم کے حساب سے زیادہ ہونا اس صدقہ کو مالی جرمانہ کے مشابہ بنا دیتا ہے، جیسا کہ سودی قرضوں میں بھی باقی ماندہ قرض اور تاخیر کی مقدار کے حساب سے سود چڑھتا چلا جاتا ہے۔

### اعتراض(7): صدقہ بھی بینک کی زیر نگرانی فنڈ میں کیوں؟

التزام تصدق Charity کے بارے میں مانعین کی جانب سے ایک وزنی اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس پورے عمل کا بہر حال فائدہ بینک کو یعنی مقرض ہی کو پہنچتا ہے، اس لئے کہ بینک کی جانب سے اس کسٹمر سے جو التزام کرایا جاتا ہے مقروض پر یہ پابندی ہوتی ہے کہ وہ یہ صدقہ بینک کے مقرر کردہ فنڈ میں ہی جمع کروائے اور کسی جگہ اس کا صدقہ کر دینا مقبول نہیں ہوتا۔[32]

### جواب: صدقہ بھی اسی بینک میں ہی کیوں ادا کیا جائے

مولانا اعجاز صمدانی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اسی بینک میں جمع کرانے کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے تا

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018

کہ اس صدقہ کی ادائیگی کی یقین دہانی ہو، ورنہ بہر حال بینک پر یہ لازم ہوتا ہے کہ اس رقم اس کے شرعی مصارف میں ہی خرچ کرے، نہ کہ اس رقم کو اپنے مصارف میں استعمال کرے۔[33] نیز اس بارے میں ایک شریعہ ایڈوائزر کا کہنا یہ تھا کہ بینک اس صدقہ سے اپنی ایڈورٹائزنگ اور مارکیٹنگ بھی نہیں کرتا۔

## التزام تصدق کے جائز متبادل

التزام تصدق کو اسلامی بینکوں کی مجبوری قرار دینا بھی محل نظر ہے۔ اس لیے کہ ادائیگی میں تاخیر کے کئی ممکن متبادل موجود ہیں، جن میں سے بعض استعمال بھی کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے چند ممکن اور ضروری متبادل درج ذیل ہیں:

1. اپنے واجب الوصول رقم کے حصول کے لیے قاضی سے رجوع کرنا اور عدالت میں اپنا حق وصول کرنے کے لیے دعوی دائر کرنا نہ صرف جائز بلکہ قرض خواہ کا حق ہے۔

2. عدالتوں کے نظام کا سست نہ ہونا بھی عذر نہیں بن سکتا، ایک تو اس لیے کہ عدالتی نظام تو صرف چند ممالک میں ایسا سست ہے جب کہ اسلامی بینکاری تو غیر اسلامی ممالک سمیت دنیا کے بہت سے ممالک میں ہے، وہاں اس کے لیے کیا عذر ہے؟ نیز جب اکثر بینکوں میں اسلامی ونڈو بھی کھل چکی ہے اور اس کا حجم ہمارے ملک میں 15 فیصد تک ہو چکا ہے تو اگر ایک مخصوص عدالت اسلامی بینکنگ کے لیے بھی ہو تو قرین قیاس ہے جہاں ادائیگیوں میں تاخیر جیسے مسائل کو حل کیا جائے، جیسا کہ ملک کے بڑے بڑے شہروں میں لیبر لاء کے لیے مخصوص عدالتیں موجود ہیں، اسی طرح Banking Courts بھی موجود ہیں، تو حکومت سے منظور کرا کے اسلامی بینکاری کے لیے عدالت بھی قائم کرائی جاسکتی ہے جو کہ انصاف کے تقاضوں کو مد نظر رکھ کر فیصلے کرتی ہو، اس زاویے میں کوئی پیش رفت اب تک نظر نہیں آئی ہے۔

3. رہن Pledge رکھوانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ تاخیر کی صورت میں اس کو بیچ کر اپنا حق وصول کر سکتا ہے۔ جو کہ عام طور پر بینکوں میں رکھوایا بھی جاتا ہے اور شرعا اس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے، ہر ادھار خرید و فروخت یا قرض کے بدلہ رہن کا مطالبہ کرنا دائن کے لیے درست ہے اور پھر اگر ضرورت پڑے تو اس رہن کو مارکیٹ میں بیچ کر اس سے اپنا قرضہ وصول کرنا بھی جائز ہے۔

4. بعض بینکوں میں اس کو بھی اختیا کیا جاتا ہے کہ کسٹمر سے اگلے مہینوں کے لیے چیک کٹوا لیے جاتے ہیں کہ مذکورہ تاریخوں پر بینک وہ چیک کیش کروالیتا ہے اور ان تاریخوں میں اکاؤنٹ میں رقم کا موجود رکھنا کسٹمر کی ذمہ داری ہے۔ اس صورت میں کوئی جرمانہ بھی نہیں اور بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے چیک باؤنس ہو جائے تو اس کی ذمہ داری صارف پر ہوگی۔[34]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
**DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018**

ایسی صورت میں جب کے اس کے کئی متبادل موجود ہوں تو اس شق کو معاہدے کا حصہ بنانا بھی درست نہیں، خواہ اس التزام تصدق کی شق کا استعمال کم ہی ہوتا ہو۔

## خلاصۂ تحقیق

اس میں تو کوئی دو رائے نہیں کہ ہمارے معاشرے میں قرض داروں کا ٹال مٹول کرنا عام معمول کی بات ہے اور قرض دے کر واپس نکلوانا یا ادھار بیچ کر قیمت وصول کرنا مستقل محنت مانگتا ہے۔ لیکن اس صورتحال کا اصل اور پائیدار حل لوگوں کے اس رویہ کو درست کرنا ہے اور ان میں قرض بروقت ادا کرنے کی اہمیت اجاگر کرنا ہے، چہ جائیکہ اس کے لیے ان مدیونین پر جرمانہ لگایا جائے۔ اگر پھر بھی یہ مدیونین باز نہ آئیں تو اس صورت میں حل یہ ہے کہ عدالت سے اس کے لیے رجوع کر کے اپنا حق وصول کیا جائے۔ انفرادی حیثیت سے بھی اس کے کئی متبادل ہیں۔ لہذا اس صورتحال میں بھی مالی جرمانہ کی ضرورت متحقق نہیں ہوتی۔ اب ایک غیر ضرورت یا ضرورت غیر شدیدہ کے لیے فقہ حنفی سے عدول کر کے فقہ مالکی کی کتب سے ایک جزئیہ لینا محل نظر ہے۔ نیز دوسرے مذہب سے جزئیہ لینے کے لیے جن شرائط کا پایا جانا فقہ حنفی میں ضروری ہیں، وہ شرائط مفقود ہیں۔ لہذا ادائیگی میں تاخیر کے مسئلہ کے حل کے لیے التزام تصدق کے بجائے دیگر بیان کردہ صورتوں کو اختیار کر لینا کافی ہے۔

## حواشی وحوالہ جات

1. أحمد الصاوي, بلغه السالک،دار الکتب العلمية–بيروت,**1995**م.ص **268**/ج**4**۔
2. علي بن علي الشبراملسي ، حاشية الشبراملسي على نهاية المحتاج إلي شرح المنهاج ،دار الكتب العلمية، **2003**،ص**174**/ج**4**۔
3. عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة ،المغني لابن قدامة،مكتبة القاهرة، الطبعة: بدون طبعة، **1968**م،ص **526**/ج**12**۔
4. علامه ابن عابدین شامي، رد المختار على الدر المختار،دار الفكر للطباعة ،**2000**م.بيروت.باب التعزیر، ص**179**/ ج**3**۔
5. محمد بن عبد الواحد كمال الدين ابن الهمام ،شرح فتح القدير على الهداية، دار الكتب العلمية،**2003**ص**112** / ج**5**۔
6. زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم ،البحر الرائق شرح كنز الدقائق ،دار الكتاب الإسلامي، الطبعة: الثانية – بدون تاريخ،ص**68**/ج**5**۔
7. مفتی اعجاز احمد صمدانی، اسلامی بینکوں میں رائج مرابحہ کا طریقہ کار، ادارہ اسلامیات دسمبر 2016، ص:5.
8. http://www.sbp.org.pk/s/Murabaha%20Facility%20Agreement-1.htmclause:10
9. البقرۃ:۲۸۰
10. مولانا اشرف علی تھانوی، تفسیر بیان القرآن: سورہ بقرہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
**DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII982018**

11. رفقائے دارالافتاء، بنوری ٹاؤن، مروجہ اسلامی بینکاری، مکتبہ بینات کراچی، ص:268۔
12. مالك بن أنس أبو عبدالله الأصبحي، الموطأ ،دار إحياء التراث العربي، مصر،ج2/ص 674۔
13. صادق بینکنگ اسلامک ونڈو اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینکنگ۔
14. مفتی محمد تقی عثمانی، غیر سودی بینکاری، مکتبہ معارف القرآن کراچی، مئی 2009ع، ص277۔
15. صمدانی، اسلامی بینکوں میں رائج مرابحہ کا طریقہ کار، ص 121،117۔
16. علامه ابن عابدين شامي،حاشية رد المختار على الدر المختار، ج4،ص**102**

17. أيضا

18. مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، کفایت المفتی، دار الاشاعت اردو بازار کراچی پاکستان، ج2، ص **207**۔

19. رفقائے دارالافتاء، بنوری ٹاؤن، مروجہ اسلامی بینکاری، مکتبہ بینات کراچی، ص283

20. مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، امداد الفتاوی، زکریا بک ڈپو دیوبند، سہارنپور، یوپی انڈیا، ص102 / ج1۔

21. **شيخ عبدالغنى النابلسى، خلاصة التحقيق، المكتبة ايشيق، استانبول، 1981ء۔ ص: ٢٢۔**

22. **ابن الهمام الاسكندرى الحنفى،شرح التحرير فى اصول الفقه ،دار الكتب العلميه ،1999،ج3/ص 351۔**

23. **أيضا**

24. عثمانی، غیر سودی بینکاری، ص 281۔

25. ایضا 284

26. ایضا 295

27. حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، الحیلۃ الناجزۃ یعنی مظلوم عورتوں کی مشکلات کا شرعی حل، مکتبہ رضی دیوبند انڈیا۔

28. رفقائے دارالافتاء، بنوری ٹاؤن، مروجہ اسلامی بینکاری، مکتبہ بینات کراچی، ص270۔

29. محمد بن محمد بن عبد الرحمن الطرابلسي المغربي، المعروف بالحطاب الرُّعيني المالكي ،تحرير الكلام في مسائل الإلتزام،دار الغرب الإسلامي، بيروت، لبنان, الطبعة: الأولى، **1984**م, ص**176**۔

30. عثمانی، غیر سودی بینکاری، ص 293

31. حافظ ذوالفقار علی، اسلامی بینکاری کی حقیقت، دار الدعوۃ السلفیہ، لاہور، اگست 2008ص 12

64. أيضا

33. صمدانی، اسلامی بینکوں میں رائج مرابحہ کا طریقہ کار، ص: 122۔

34. https://www.meezanbank.com/bike-ijarah/

**@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).**